برطانوی آئرن لیڈی اور پاکستانی آئرن مین

تحریر: سہیل احمد لون

الزبتھ الیگزنڈرا میری برطانیہ اور کامن ویلتھ کے دیگر ممالک کی گزشتہ چھ دہائیوں سے زائد عرصہ سے ملکہ ہونے کا اعزاز رکھتی ہیں۔ وہ ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جو اپنی تصویر والا نوٹ استعمال کرتے ہیں۔ کرنسی پر ملکہ کی تصویر سے بظاہر عورت راج کا شبہ ہوتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ مادر جمہوریت برطانیہ کے شاہی خاندان اور ملکہ سے ہمارے ''بادشاہ نما وزیر اعظم'' زیادہ طاقت ور ہیں جس کا مظاہرہ وہ غریب عوام کے ساتھ شاہانہ انداز میں جابرانہ سلوک کر کے کرتے رہتے ہیں۔ برطانیہ میں شاہی تاج ملکہ کے سر پر ہے مگر اس کے باوجود یہاں عورت راج دیکھنے کو بہت کم نظر آیا ہے۔ مارگریٹ تھیچر برطانیہ کی واحد خاتون سیاست دان ہیں جو 1975 سے 1979 ءتک اپوزیشن لیڈر رہیں ۔اس کے بعد بالترتیب 1979,1983,1987 میں وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہونے کی ہیٹ ٹرک کی۔ تقریباً ڈیرھ دہائی تک کنزویٹو پارٹی کی باگ ڈور سنبھالنا کسی اعزاز سے کم نہیں۔ مادام تھیچر کو سیاسی جماعت کی قیادت سنبھالنے کے لیے کسی وصیت کی ضرورت نہیں پڑی اور نہ ہی ان کو کسی مخصوص خاندانی نام کا زبردستی اضافہ کرنا پڑا۔ سیاست میں قدم رکھنے کے لیے انہیں کسی خفیہ ایجنسی یا بیوروکریسی سے آشیر باد لینے کی بھی ضرورت پیش نہ آئی۔ مادام تھیچر کے والد الفرڈ رابرٹ پرچون کی دکان چلانے کے ساتھ مقامی سیاست میں بھی سرگرم تھے۔ وہ 1945 میں اپنے آبائی علاقے (Grantham Council) کے میئر بھی منتخب ہوئے۔ مادام تھیچر کی سیاسی تربیت گھر سے ہی شروع ہوئی۔ 1950ءمیں مادام تھیچر نے سیاست کا باقاعدہ آغاز کیا تو پہلے دو انتخابات میں انہیں کامیابی نہ ملی مگر 1959ءمیں وہ پہلی بار رکن پارلیمنٹ بننے میں کامیاب ہو گئیں۔ واحد خاتون سیاست دان ہونے کی وجہ سے میڈیا میں ان کو کافی کوریج ملی۔ جس کے بعد انہوں نے اپنے ساتھی مرد سیاستدانوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ 1979ءمیں جب وہ پہلی بار وزیر اعظم منتخب ہوئیں تو اس وقت برطانوی حکومت حزب اختلاف سے اتنا خائف نہیں ہوئی تھیں جتنا ٹریڈ یونین سے۔ ٹریڈ یونین بہت طاقت ور تھیں اس دور کی تمام حکومتوں کے لیے ایک مسئلہ ہوا کرتی تھیں۔ مادام تھیچر نے اپنا پہلا وار سب سے طاقتور اور بڑی ٹریڈ یونین The National Union of Mineworkers پر کیا۔ مادام تھیچر نے اپنی حکومت کے پہلے دو برس میں ایسی پالیسی مرتب کی جس سے کوئلے سے بجلی بنانے والی انڈسٹری کو اس لیے بند کرنے کا فیصلہ کیا گیا کیونکہ وہ منافع بخش نہیں تھیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے اداروں کی نجی کاری کی۔ جس سے ٹریڈ یونین حرکت میں آ گئی جس کا مقابلہ مادام تھیچر نے سیاسی بصیرت سے کیا۔ بین الاقوامی سیاست میں بھی مادام تھیچر کا کردار بھی قابل غور تھا۔ خاص طور پر سرد جنگ میں ان کا کردار بہت گرم تھا جس پر روس کے ایک صحافی نے انہیں ''آئرن لیڈی'' کے خطاب سے نواز دیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد برطانوی فوج کسی بڑے معرکے یا محاذ پر نہیں گئی تھی۔ 1982ءمیں جب ارجنٹائن نے فالک لینڈ جزیرے پر قبضہ کر لیا تو برطانیہ نے اپنی ساکھ بچانا تھی۔ مادام تھیچر نے اعلان جنگ کیا اور برطانوی فوج کو فالک لینڈ بھیج دیا۔ تقریباً دس ہفتوں بعد برطانوی فوج فالک لینڈ میں اپنا جھنڈا لہرانے میں کامیاب ہوئی۔ 74 دن کی اس جنگ میں ڈھائی سو سے زائد برطانوی فوجی ہلاک

ہوئے۔ جنگ جیتنے کا انعام مادام تھیچر کو 1983ء کے انتخابات میں بھاری اکثریت سے کامیاب کر کے دیا گیا۔ اس کے بعد آئرن لیڈی نے ٹریڈ یونین کو آہنی ہاتھوں لیا۔ 6 مارچ 1984ء کو تھیچر گورنمنٹ نے 20 coal mines بند کرنے کا اعلان کیا جس کے بعد برطانیہ کی تاریخ کی سب سے طویل ہڑتال دیکھنے میں آئی جس کا دورانیہ تقریباً ایک برس تھا۔ جس میں بالآخر نیشنل یونین آف مائن ورکرز کو شکست ہوئی۔ مادام تھیچر کی حکمت عملی سے ٹریڈ یونین کا پاور پلے ایسا دفن ہوا کہ اس کے بعد کبھی کسی حکومت کو ٹریڈ یونین سے کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوا۔ مزدور طبقے سے بگاڑ کر سیاست چلانا مشکل ہوتا ہے لہٰذا مادام تھیچر نے برطانیہ میں ایک نئی پالیسی متعارف کروائی جس سے کونسل کے گھروں میں رہنے والے بہت ہی کم قیمت پر پراپرٹی خریدنے کا حق دے دیا گیا۔ گورنمنٹ کے مکانوں میں غریب، متوسط طبقے کے لوگ آباد ہوتے ہیں جن کو اس پالیسی سے اپنا مکان خریدنے کا موقع مل گیا۔ اس اقدام سے مادام کی مقبولیت کا گراف پھر سے بلند ہوا جس کا نتیجہ مادام تھیچر کے وزیراعظم بننے کی ہیٹ ٹرک نکلا۔ 1987ء میں انتخابات میں کامیاب ہونے کے بعد مادام تھیچر شاید یہ سمجھ بیٹھیں تھیں کہ وہ عوام کی ہر دل عزیز سیاسی رہنماء ہیں اور ان کا اعتماد اتنا زیادہ ہو گیا کہ وہ قریبی رفقاء کے مشورے ماننے سے گریز کرنے لگیں۔ برطانوی تاریخ میں وہ واحد وزیراعظم ہیں جن کے ملکہ سے تعلقات بہتر نہیں تھے اس کی وجہ شاید ایک جنس ہونا بھی ہو سکتا ہے۔ 1990ء میں مادام تھیچر نے کسی کا مشورہ مانے بغیر (Poll Tax) کے نفاذ کا اعلان کیا۔ ان کو بھی شاید ذوالفقار علی بھٹو کی طرح عوامی لیڈر ہونے کا زعم تھا جس کی وجہ سے انہوں نے یہ کہا تھا "میری کرسی میں بڑی طاقت ہے اور میرے بازو ابھی شل نہیں ہوئے"۔ مادام تھیچر کی عوامی مقبولیت کا گراف پول ٹیکس کے نفاذ سے گرنا شروع ہوا۔ عوامی مظاہروں میں "گو تھیچر گو" کے نعرے نہیں لگے مگر اس کے باوجود 28 نومبر 1990ء کو مادام مارگریٹ تھیچر نے وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دیکر 10 ڈاؤننگ سٹریٹ سے اشک بار حالت میں رخصت ہوئیں۔ آئرن لیڈی نے اپنے دور حکومت میں سرد اور گرم جنگوں میں کامیابی حاصل کی، کونسل کے مکانوں کو نہایت کم قیمت پر خریدنے کی پالیسی متعارف کروائی جس سے بہت سے غریب اور متوسط طبقے کے لوگ صاحب جائیداد بن گئے، کوئلے کی بجائے ایٹمی پلانٹ سے بجلی بنانے کے منصوبے شروع کیے، تین بار لگاتار وزیراعظم بننے کے باوجود عوامی احتجاج اور دباؤ کے سامنے باعزت ہتھیار ڈال دیے۔ عوامی رد عمل Poll Tax کی وجہ سے تھا مگر ان کا مطالبہ وزیراعظم کا استعفیٰ نہیں تھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مادام تھیچر کا جب گزشتہ برس اپریل میں انتقال ہوا تو ان کو سرکاری پروٹوکول کے ساتھ دفنایا گیا جس میں عوامی ہمدردیاں بھی شامل تھیں۔ میاں صاحب بھی تھیچر کی طرح تیسری بار وزیراعظم بن چکے ہیں۔ مادام کو ٹریڈ یونین کی ہڑتال کا سامنا تھا تو میاں صاحب کو دھرنوں کا، ان کے دور میں کارگل جنگ بھی ہوئی جس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے، بجلی کا بحران ختم کرنے کا خواب عوام کو دکھایا گیا مگر......؟ گورنمنٹ کی ہاؤسنگ سکیم متعارف کروانا تو ان کے منشور میں نہیں تھا سو اس کا سوچنا بھی نہیں چاہیے۔ فوج کے علاوہ کوئی ادارہ قابل ستائش فعال حالت میں نظر نہیں آتا۔ تھر میں فاقوں سے بچے مر رہے ہیں، کبھی خیبر تا کراچی ٹرین چلتی تھی اب دہشت گردی کی ہوا چلتی ہے۔ بنیادی سہولتوں کو ترستی عوام احتجاج بھی کرتی ہے اور "گو نواز گو" بھی کہتی ہے مگر میاں صاحب "آئرن مین" ہیں جن پر کسی احتجاج، نعرے یا رنگ ٹیون کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ سو دھرنوں کے ساتھ ساتھ اقتدار بھی جاری و ساری ہے مگر سوچنے والی بات تو یہ ہے کہ اناؤں کی اس جنگ کے فاتح اور مفتوح کون ہوں گے؟ کیا عوام کو عمران

خان کے دھرنوں سے فائدہ ہوگا یا میاں نواز شریف کے استعفا سے؟ اس کا فیصلہ تو آنے والا وقت کرے گا لیکن برطانیہ کی آئرن لیڈی نے پاکستان کے آئرن مین کی طرح عوام خواہش کے سامنے اپنی انا کی دیوار کھڑی نہیں کی تھی؛ ہمیں دوسروں کے انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہیے بجائے اس کہ کے لوگ ہم سے عبرت حاصل کریں۔ یہی حضرت علیؓ نے فرمایا تھا۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

sohailloun@gmai.com

25-11-2014.